علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

# پاکستانی زبان و ادب

# COURSE CODE: 9006

# ASSIGNMENT : 02

# SEMESTER: SPRING 2025

**سوال 1 سندھی زبان کے صوفی شاعر شاہ عبدالطیف بھٹائی کی شاعری کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔**

**جواب۔**

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی 1690ء 1102ھ میں اس جہان رنگ و بو سے وابستہ ہوئے اور 1752ء 1165 ھ میں اپنے معبود وہ مسجود حقیقی سے جا ملے ۔یہ وہ زمانہ تھا جب شہنشاہ ہند اورنگزیب عالمگیر دھلی کے تخت پر متمکن تھا اور سندھ کی عنان حکومت کلھوڑا خاندان کے حکام میاں نور محمد کے ھاتھوں میں تھی تاجدار دھلی اور سربراہ سندھ دونوں پروانہ توحید ' دیوانہ رسالت اور اسلام کے عظیم معلم و مبلغ تھے ۔ ان کے عھد میں کفر و الحاد شرك و فساد کے بڑے بڑے بت توڑ دئیے گئے جب شاہ لطیف نے آغوش کائنات میں آنکھیں کھولیں فضائے سندھ الاولیاء حضرت لعل شھباز قلندر جیسی عظیم المرتب ھستی کے روحانی فیضان اور علم و عرفان سے معمور و مسحور تھی ۔ مینارہ سیوھن سے خالق و مخلوق ' عابد و معبود 'ساجد و مسجود مکان و لامکان اور بندگی و زندگی کے اسرار و رموز سے بھرپور روشنی روحوں کی گھرائیوں تك پھنچ چکی تھی ۔ایسے مبارك و متبرك زمانے میں حضرت شاہ لطیف کا ورد مسعود یقیناً نیك فال تھا ان کے کانوں میں الله اکبر کی آوازیں گونجیں انھوں نے حضرت لعل قلندر کے گھوارہ پیام و تعلیم میں اپنی فکرو دانش کی تھذیب و تدوین کی اور ارفع و اعلیٰ زندگی کو اپنایا روح کی پاکیزگی دل کی صفائی اور قلب کی وسعت و بلندی نے شاہ لطیف کی تعلیمات کو اجاگر و پائیدار کیا شاہ صاحب کے پیغامات نغمات لطیف کے سانچے میں ڈھل کر غیر فانی و لازوال ھو گئے ۔

**صوفی شعراء کا ابی ذوق۔**

حضرت شاہ عبدالطیف صوفی منش بھی تھے اور صوفی شاعر بھی ۔ان کا عھد دینی ' علمی اور ثقافتی اعتبار سے ایك عھد زریں تھا ۔ ان کے دور میں حاکمان سندھ نور محمد کلھوڑ اور سرفراز خان کلھوڑا نے سندھی زبان و ادب کی سرپرستی جس فراخ دلی اور وسیع القلبی سے کی اس کی مثال تاریخ میں نھیں ملتی ۔شاہ عنایت رضوی میاں عیسی ھالائی ' خواجہ زمان لواری ' میاں مخدوم ابوالحسن سندھی زبان میں پھلی کتاب موسوم بہ مقدمہ الصلوۃ کے منصف مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی ' مخدوم محمد ھاشم ٹھٹھوی 'مخدوم عبدالرحیم گروھڑی ' مخدوم عبدالرئوف بھٹی ھالہ کنڈی 'پیر محمد بقاء ضیاء الدین مخدوم معین اور سرفراز خان کلھوڑ جیسے علماء و فضلا شعراء اور ادبا اور مصنفین و مفکرین شاہ لطیف کے ھم عصر تھے اھل علم و فضل اور ارباب کمال سندھ کی خاك سے اٹھے اور یھیں پیوند خاك ھوئے اس زمانے میں فارسی زبان کا رواج عام تھا لیکن ان ھی بزرگوں کا علمی و ادبی کوششوں اور عدیم المثال کاوشوں کی بدولت سندھی زبان کا چلن عام ھوا ۔ سندھی زبان جدید تقاضوں سے ھم آھنگ ھوئی ۔ سندھی ادب میں نئے رحجانات کا آغازھوا ۔ حمد و نعت ' مناجات ' وائی ( کافی ) دو ھے جیسی اصناف سندھی شاعری میں شامل ھوئیں ۔

**کیفیات اور مندرجات۔**

جن پرستار ان علم و ادب کا اوپر ذکر کیا گیا ھے ان کے علاوہ ایسے شعراء کی تعداد بھی کافی تھی جو کم پڑھے لکھے تھے مگر عوامی ذھن کے مالك اور عوامی نفسیات و کیفیات سے واقف تھے ان کے نغمے دیھات کے سیدھے سادھے معصوم

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 0334-5504551

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کیلئے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

لوگوں کیلئے فضاء میں بھکر جاتے جو انھی کے دلوں کے ترجمان ھوتے ۔یہ نغمے یہ ترانے عام آدمیوں کے دکھ سکھ ٬ رنج و راحت ٬ شادی بیاہ ٬ ملاپ اور جدائی جیسے جذبات اور احساسات کے آئینہ دار ھوتے ان لوگ گیتوں کے تخلیق کاروں میں لطف اللہ ٬ قطب طالب ٬ حبیب جونیجہ سید شریف ٬ شاہ حسین کیسر ٬ منگیل لکھمیر ٬ محمود ٬ قاسم ٬ بلاول ٬ کٹھی ٬ بڈھوار اور ھلال کے نام ناقابل فراموش ھیں۔شاکاروں صاحب کاکلام معرفت و محبت ٬ وحدت و اخوت ھے ۔ ان کے ابتدائی کلام میں عشق مجاز کا بھرپور تاثر ملتا ھے لیکن دوسرے اور آخری دور کے کلام میں عشق حقیقی کے جذبات کو جس والھانہ انداز اور وجدانی کیفیتوں سے پیش کیا گیا وہ شاہ صاحب ھی کا حصہ ھے ۔ ایک روایت ھے کہ شاہ صاحب عربی اور فارسی زبان سے بخوبی واقف تھے جس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ھے کہ سفر و حضر میں قرآن مجید ٬ رسالہ شاہ عبدالکریم اور مثنوی مولانا روم ساتھ ھوا کرتی تھی مثنوی کا یہ نسخہ شاہ صاحب کو حاکم سندھ میاں نور محمد کلھوڑا نے دیا تھا جو خود بھی بڑے علم دوست اور صاحب فضل و کمال حکمران تھے اور شاہ صاحب سے بے حد عقیدت اور ارادت رکھتے تھے ۔ شاہ صاحب کے ابیات کے مطالعے سے یہ بات پائیہ ثبوت کو پھنچ جاتی ھے کیونکہ ان رسالے میں جابہ جا قرآن مجید احادیث اور مثنوی کے مطالب نظر آتے ھیں ۔شاہ صاحب نے فلسفہ تصوف کو محض ایک نظریے کے طور پر نھیں بلکہ جزو و زندگی بنا کر اپنایا تھا ۔ یہ اجزائے ترکیبی کل میں سما کر تخلیق کا روپ دھار گئے اور تخلیق کائنات کا راز بتلا گئے تلاش حق اور راہ حق کے فلسفے کو شاہ صاحب نے اپنے ابیات میں بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ھے ۔شاہ صاحب کا کلام سراپا قرآن و حدیث کی تفسیر ھے مولانا روم کی مثنوی کے بارے میں میں جامی نے فرمایا تھا کہ

مثنوی مولوی ٬ معنوی

ھست قرآن ور زبان پھلوی

اور شاہ لطیف کا اپنے کلام کے بارے میں ارشاد ھے اس کلام کو معمولی اشعار نہ سمجھو ٬ یہ آیات ربانی ھے یہ آیات پڑھنے والوں کو محبوب حقیقی کی طرف لے جاتی ھیں ۔

**سوال 2 بلوچی جدید شاعر میر گل خان نصیر کے موضوعات ، احوال و آثار قلم بند کریں۔**

**جواب۔**

**میر گل خان نصیر۔**

میر گل خان تخلص نصیر ( یہ تخلص انھوں نے مشھور بلوچ حکمران نصیر خان نوری سے غایت درجہ عقیدتے کی بناء پر اختیار کیا ) ضلع چاغی کے قبیلہ ذگر مینگل کے ایک معزز گھرانے میں 14مئی 1914ء میں ولادت پائی۔ابتائی تعلیم کوئٹہ اور نوشکی سے حاصل کی،اسلامیہ کالج لاھور سے ایف ۔ایس ۔سی کرنے کے بعد سابق ریاست قلات میں ملازمت اختیار کی تاھم جلد ملازمت ترک کرے کے قومی سیاست میں حصہ لینے لگے۔1970ءمیں بلوچستان اسمبلی کے رکن منتخب ھوئے بلوچی زبان میں "گلبانگ" کے نام سے ان کا پھلا مجموعہ کلام 1951ء میں شائع ھوا۔ اس کے علاوہ "شپ گروک" دوستین وشیرین" حمل جئیند" گرند"پرنگ" گلگال" ھپت ھیگل " کے نام سے ان کے شعری مجموعے چائع ھوئے ۔اردو میں متعدد کتابیں تالیف کیں۔کوچ و بلوچ کے علاوہ دو جلدوں میں "تاریخ بلوچستان " بھی تحریرکی۔آپ کی ابتدائی شاعری پر علامہ اقبال کے اثرات نمایاں ھیں۔

میرگل خان نصیر ٬ محمد حسین عنقام آزات جمالدینی اور اس عھد کے دوسرے شعراء کے بعد ھیئتی اور موضوعاتی اعتبار سے نظم میں جو وسعت اور جدت عطا شاد نے پیدا کی بلوچی نظم کی تاریخ میں اس سے قبل نظر میں آتی۔ عطا شاد سے پھلے نظم کے ارتقاء کے باوجود اس کے ڈھانچے میں کوئی بڑی تبدیلی اور پیش رفت نظر نھیں آتی۔

یہ عطا شاد ھی تھے جنھوں نے فنی اور فکری اعتبار سے نظم کو نئی بنیادیں فراھم کیں ۔ عطا شاد کے ساتھ اشرف سربازی ٬ صدیق آزارت ٬ کریم دشتی ٬ ملک طوقی ٬ اکبر بار کزئی ٬ ھاشم شاکر ٬ جی آر ملا عبدالمجید گوادری ٬ بشیر بیداری ٬ دلوش بگٹی ٬ مبارک قاضی ٬ شوھاز بلوچ ٬ صبادشتیاری ٬ رزاق نادر ٬ اللہ بشک بزدار ٬ سلطان نعیم قیصرانی ٬ ممتاز یوسف نے بھی نظم آزاد کو فروغ دینے میں اھم کردار ادا کیا۔

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

### نظم کے برعکس غزل کی روایت

نظم کے برعکس غزل کی روایت بلوچی شاعری میں موجود نہ تھی ۔ بلوچی ادب میں سب سے پہلے ایک مستعار صنف کی حیثیت سے غزل کی بنیاد رکھنے کا سہرا ملنگ شاہ ھاشمی اور پھر جلال پکیر کے سر جاتا ھے جنھوں نے سب سے پہلے غزل میں طبع آزمائی کی۔

بلوچی غزل کے آغاز و ارتقاء کا حقیقی دور بھی پچاس کی دھائی کے ابتدائی برسوں ھی میں ھوتا ھے ۔ ابتدائی دور میں غزل کے حوالے سے محمد حسین عنقا٬ عبدالحکیم حقگو٬ اسحاق شمیم٬ دوست محمد بیکس٬ آدم حقانی٬ میر عیسیٰ قومی٬ محمد حسین عاجز٬ ظھور شاہ ھاشمی٬ ملک محمد رمضان٬ مراد ساحر٬ احمد نگر٬ احمد زھیر اور بھت سے دوسرے شعراء کے نام سامنے آتے ھیں لیکن غزل کے اس ابتدائی دور میں چند ایک کو چھوڑ کر بیشتر شاعروں کے ھاں غزل کا عمومی مزاج کار فرما نظر آتا ھے مگر بعد کے آنے والے ادوار میں صورت حال اس سے مختلف ھے کیونکہ معاشرتی تبدیلیوں کے حوالے سے ایک نیا فکری رویہ سامنے آیا جس کی وجہ سے غزل کا رخ نئے تقاضوں اور جدید فکر کی طرف راغب ھوا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے محمد حسین عنقا اور بعدمیں سید ظھور شاہ ھاشمی٬ کریم دشتی٬ مراد ساحر اور عطا شاد نے غزل میں ماورائی جذبہ سے ھٹ کر عصری مسائل کے اظھار کو اپنے فن کا موضوع بنایا۔ ساٹھ کی دھائی سے لے کر اب تک غزل کے حوالے سے ظفر علی ظفر٬ جی آر ملا٬ بشیر بیدار بانل دشتیاری٬ الفت نسیم٬ عنایت اللہ قومی٬ غوث بخش صابر٬ مومن بزدار اسماعیل ممتاز٬ ابراھیم عابد٬ رزاق نادر٬ ڈاکٹر فضل خالق٬ اسحاق ساجد بزدار٬ مبارک قاضی٬ انور صاحب خان٬ تاج محمد طاھر منیر وغیرہ۔

### بلوچی شاعری کا پاکستانی دور:

جدید بلوچی شاعری کے حقیقی آغاز و ارتقاء کا دور قیام پاکستان کے بعد ھی شروع ھوتاھے، جب بلوچی شاعری سمیت جدید نثری ادب کی تخلیق و ترویج کا سلسلہ بھی شروع ھوا۔ اس جدید ادبی تحریک کے سرخیل میر گل خان نصیر تھے جو شروع میں اردو اور فارسی میں شاعری کرتے تھے۔ 1946ء میں انھوں نے بلوچی میں شاعری شروع کی۔ ان کی شاعری جلد ھی عوام میں مقبول ھوئی۔ ان کی اس پذیرائی کے باعث محمد حسین عنقا نے بھی بلوچی شاعری کو اپنے اظھار کا وسیلہ بنایا۔یہ عھد چونکہ سیاسی اور سماجی تحریک کی ابتداء کا دور تھا۔ اس لئے مقصدیت کے زیر اثر اس دور کی شاعری میں داخلی رخ کی بجائے خارجی عوامل کو نمایاں اھمیت ملی۔ غزل کے مقابلے میں نظم زیادہ نکھر کر سامنے آگئی۔ سب سے پہلے میر گل خان نصیر نے نظم کو اظھار کا وسیلہ بنایا۔ میر گل خان نصری کی شھرت کے دوران آزات جمالدینی نے بھی نظم کا سھارا لیا لیکن آزات جمالدینی کی شاعری اپنے عھد کے موضوعات سے ھم آھنگ ھونے کے باوجود نظم کی تحریک میں سب سے الگ اسلوب اور لھجہ رکھتی ھے۔ کیونکہ انھوں نے خارجی زندگی کے اظھار کے ساتھ ساتھ داخلی احساسات کو بھی نظم میں جگہ دے کر اسے ایک نئی فنی اور معنوی دبازت عطا کی اور جدید بلوچی شاعری میں پھلی بار آزاد نظم کی بنیاد رکھنے اور اسے فروغ دینے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

میر گل خان نصیر، محمد حسین عنقا، آزات جمالدینی اور اس عھد کے دوسرے شعراء کے بعد ھییتی اور موضوعاتی اعتبار سے نظم میں جو وسعت اور جدت عطا شاد نے پیدا کی بلوچی نظم کی تاریخ میں اس سے قبل نظر نھیں آتی۔ عطا شاد سے پہلے نظم کے ارتقاء کے باوجود اس کے ڈھانچے میں کوئی بڑی تبدیلی اور پیش رفت نظر نھیں آتی۔ یہ عطا شادھی تھے جنھوں نے فنی اور فکری اعتبار سے نظم کو نئی بنیادیں فراھم کیں۔ عطا شاد کے ساتھ اشراف سربازی، صدیق آزات، کریم دشتی، ملک طوقی، اکبر بارکزئی، ھاشم شاکرجی۔ آر۔ ملا، عبدالمجید گوادری، بشیر بیدار، لوش بگٹی، مبارک قاضی، شوھاز بلوچی، صبادشتیاری، رزاق نادر، اللہ بشک بزدار، سلطان نعیم قیصرانی، ممتاز یوسف نے بھی نظم آزاد کو فروغ دینے میں اھم کردار ادا کیا۔ نظم کے برعکس غزل کی روایت بلوچی شاعری میں موجود نہ تھی۔ بلوچی ادب میں سب سے پہلے ایک مستعار صنف کیحیثیت سے غزل کی بنیاد رکھنے کا سھرا ملنگ شاہ ھاشمی اور پھر جلال پیکر کے سرجاتاھے جنھوں نے سب سے پہلے غزل میں طبع آزمائی کی۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
0345-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

بلوچی غزل کے آغاز وارتقاء کا حقیقی دور بھی پچاس کی دھائی کے ابتدائی برسوں میں ہوتاھے۔ ابتدائی دور میں غزل کے حوالے سے محمد حسین عنقا ، عبدالحکیم حقگو، اسحاق شمیم ، دوست محمد بیکس، آدم حقانی، میر عیسیٰ قومی، محمد حسین عاجز، ظھور شاہ ھاشمی، ملك محمد رمضان، مراد ساحر، احمد جگر، احمد زھیر اور بھت سے دوسرے شعراء کے نام

سامنے آتے ھیں لیکن غزل کے اس ابتدائی دور میں چند ایك کو چھوڑ کر بیشتر شاعروں کے ھاں غزل کا عمومی مزاج کارفرمانظرآتاھے مگر بعد کے آنے والے ادوار میں صورتحال اس سے مختلف ھے کیونکہ معاشرتی تبدیلیوں کے حوالے سے ایك نیا فکری رویہ سامنے آیا جس کی وجہ سے غزل کا رخ نئے تقاضوں اور جدید فکر کی طرف راغب ھوا۔ اس سلسلے میں سب سے پھلے محمد حسین عنقا اور بعد سید ظھور شاہ ھاشمی، کریم دشتی، مراد ساحر اور عطا شاد نے غزل میں ماورائی جذبہ سے ھٹ کر عصری مسائل کے اظھار کو اپنے فن کا موضوع بنایا۔ ساٹھ کی دھائی سے لیکر اب تك غزل کے حوالے سے ظفر علی ظفر، جی۔ آر۔ ملا، بشیر بیدار، بانل دشتیاری ، الفت نسیم، عنایت اللہ قومی، غوث بخش صابر، مومن بزدار، اسماعیل ممتاز، ابراھیم عابد، رزاق نادر، ڈکٹر فضل خالق، اسحاق ساجد بزدار، مبارك قاضی، انور صاحب خان، تاج محمد طائر، منیر مومن، منظور بسمل، رزاق دیدگ اور بھت سے شعراء کے نام سامنے آتے ھیں۔ جنھوں نے غزل کے موضوعاتی دائر کو وسیع کرنے میں اھم کردار ادا کیا۔

1965، اور 1971ء کی پاك بھارت جنگوں کے دوران زیادہ تر قومی نغمے تخلیق ھوئے۔ اس ھیجانی دور میں عطا شاد، مراد ساحر اور غوث بخش صابر نے اپنی مجموعی قومی شاعری کا دوتھائی حصہ لکھا چنانچہ قومی نغموں کا ایك مجموعہ جو 1967ء میں مرتب ھوا۔ اس میں اردو کے شاعروں کے ساتھ ساتھ پاکستانی زبانوں کے شعراء کاکلام بھی ترجمہ کرکے شامل کیاگیا جس میں بلوچی قومی نغمے بھی شامل ھیں۔ قومی نغموں کے ابلاغ کے ذریعوں میں ریڈیوپاکستان کوئٹہ اور قبائلی نشرواشاعت کے ادارے کا بڑاھاتھ رھا۔

**سوال 3 بلوچی نثر کی اہم اصناف کے ارتقا کا جائزہ پیش کریں۔**

**جواب۔**

**دور جدید:**

بلوچی شاعری کا یہ تیسرا دور، دور ثانی سے بمشکل ھی ممیز ھو سکتاھے۔ اسے صرف مکتبہ فکر کے پیمانے سے الگ کیاجاسکتاھے تاھم یہ مسلم ھے کہ اس دور کا آغاز انگریزی عملداری کے عروج سے ھوتاھے ، جب انگریز مشنریوں نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے زمین ھموار کرنا چاھی۔ مسلمان علماء اور اکابرین نے اس میدان میں انگریزی عزائم کو ناکام بنایا۔ بلوچی ادب کی تاریخ میں اس ولولہ انگیز جدوجھد کو "دبستان درخانی" کے نام سے شھرت ملی۔ مولانا محمد فاضل درخانی ڈھاڈر کے قریب درخان نامی مقام پر ایك دینی مدرسے کے مھتمم تھے۔ سب سے پھلے انھوں نے بلوچ براھوئی اھل قلم کو انگریز مبلغوں کے خلاف ابھارا ۔ ان میں مولانا موصوف کے علاوہ ان کے معتمد مولانا حضور بخش جتوئی، مولانا عبدالمجید، مولانا محمد عمر دینپوری اور دوسرے شعراء نے سو سے زیادہ کتابیں منظوم کیں ۔ اسی طرح دور ثانی کی بلوچی شاعری میں اسلامی افکار کی تدریس و تلقین ، جو اس دور کی شاعری کا خاصہ رھا، دور جدید کے اوائل تك ان مشاھیر کی کاوشوں سے قائم رھی۔

**بلو چی کا پہلا ماھنامہ اومان:** جدید بلو چی نثر کا آغاز پچا س کی دھائی کے ابتدئی بر سوں سے ھوا۔ جھا ں سب سے پھلے مولا نا خیر محمد ندوی

کی ادارت میں ۱۹۵۱ء میں بلو چی زبا ن کے پھلے ماھنامہ اومان کرا چی کا اجراء ھوا۔ اس میں بلو چی زبان سے متعلق مذھبی تحریریں، احا دیث مبارکہ اور قدیم طر ز کے قصے ، کھانیا ں شائع ھو ئے۔ مالی مشکلات کے با عث یہ رسالہ زیا دہ عرصے تك شائع نہ ھو سکا، لیکن اس کا یہ فائدہ ھوا کہ اس نے بلو چی زبان و ادب کی ترقی اور تر ویج کے سلسلے میں ایك رجحان ساز کر دار ادا کیا۔

**ماھنامہ بلو چی کا اجرائ:** کرا چی سے ۱۹۲٦ ء میں آزات جمال دینی نے ایك ماھنامہ بلو چی کا اجرا کیا ۔ یہ بلو چی کا پھلا ادبی رسالہ تھا۔جس میں شعری ادب کے علا وہ تحقیقی مقالات، تا ریخ ، افسانے، ڈرامے اور دیگر نثری تحقیقا ت

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اورتھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

چھپتی رهیں۔ اس رسالے کی بدولت ادبی تحریك کے دائرہ کا ر میں و سعت پیدا هو ئی۔بهت سے ادیبوں ، شاعروں اور دانشوروں نے مل کر ایك کار واں کی شکل اختیار کر لی۔ اسی دور مین بلو چی زبا نو ادب کے فرو غ کے سلسلے میں کر اچی اور کو ئٹه میں ادبی تحریکیں اور انجمنیں قا ئم هو ئیں ۔ یه ما هنا مه بهی اپنی اشاعت کا سلسله بر قرار نه رکھ سکا اور ۱۹۶۰ء مین اسے بند هو نا پڑا۔ لیکن آزات جمال دینی نے ۱۹۷۷ء میں اسے دو سری بار کو ئٹه سے جا ری کیا۔ جو ان کی وفات ۱۹۸۱ء تك جا ری ره کر بند هو گیا۔ پھر تیسر ی بار ۱۹۸۶ء میں اس کا اجراء کی گیا جو تا حال وا حد بندیگ کی ادارت میں با قا عدگی سے چھپ رها هے۔

**سو غات اور نوائے وطن کا اجراء:** اومان کے بعد اگست ۲۹۷۸ء میں مو لا نا خیر ندوی نے کر اچی سے ایك اور بلو چی ماهنا مه سو غات کا اجراء کیا۔ جو تسلسل اور تواتر کے ساتھ شائع هو رها هے ۔۱۹۵۳ء میں لا له غلا م محمد شاهوانی نے هفت روزہ نو ائے وطن کو ئٹه کا اجراء کیا ۔ بنیا دی طو ر پر هفت روزہ ایك اخبار تھا۔لیکن اخبار سے کهیں زیادہ اس نے بلو چستان میں میں ادبی اور فکری محاذ پر رو شن خیالی کی تحریك کو بڑھا وا دیا۔لا له غلا م شاهوانی کی و فا ت کے بعد ملك محمد پناہ نے نه صرف اسے زنده کیا بلکه ادبی حلقوں میں اسے ممتاز مقام دلایا۔یه اخبار آج کل رازنا مه کی صورت میں شا ئع هو تا هے۔

**ما هنامه اُلس:** ۱۹۶۱ء میں بارڈ پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ حکو مت پا کستان نے بلو چی زبان میں ایك ما هنا مه" اُلس" کو ئٹه کے نا م سے جا ری کیا۔ الس کی ا شاعت نے بلوچی زبان و ادب کے ارتقاء میں اهم کر دار ادا کیا۔ الس میں چھپنے والی مختلف تحریروں کو بعد ازاں بلو چی اکیڈمی کو ئٹه نے گشین ردانك ۱۹۶۹ء اورکچین آزما نك ۱۹۷۰ء کے نام سے شائع کیا۔

**نو کیں دور کا اجراء:** ۱۹۶۲ء میں عبدالکریم شورش نے کو ئٹه سے هفت روزہ نو کیں دور کا اجراکیا۔نو کیں دور اگر چه بنیا دی طو ر پر ایك اخبار تھا۔ لیکن اخباری تقا ضوں کے علا وہ اس میں ادبی اور تخلیقی مضامین بهی چھپتے تھے۔اس ادبی حصے کو بهت مقبو لیت حا صل هو ئی۔

**ماهنامه بلو چی دنیا:** بلو چی ادب کی تر قی و تر ویج میں ماهنامه بلو چی دنیا ملتان کا کر دار بهی نما یا ں رها هے۔۱۹۵۷ء میں مو لانا نو ر احمد فریدی کی ادارت میں اس کا اجراء هوا۔آجکل یه ما هنامه چا کر بلو چ کی ادارت میں شائع هو تا هے۔ساس میں اردو کے علا وہ بلو چی زبان میں بهی معیا ری مضا مین و مقا لات شا مل هو تے هیں۔

**بلو چی لبزانك:** ۱۹۸۹ میں شکیل احمد بلو چ نے بلو چستان سے ما هنامه بلو چی لبزانك کا اجراء کیا۔سیه علمی اور ادبی اعتبار سے ایك معتبر اور مئوخر جریدہ هے۔جس میں منتخب اور معیاری تحریروں کو جگه دی جا تی هے۔ماهنامه" چاگرد" کو ئٹه ۱۹۹۰ ء پهلے اسلم بلو چ اور آج کل بابربلو چ کی ادارت میں شائع هو تا هے ۔

**دیگر رسا ئل اور جر ائد کا اجراء:** گزشته عر صے میں بلو چی زبان و ادب کے فروغ کے سلسلے میں متعدد ادبی مجلے اور رسالے شا ئع هوئے جن میں هفت روزہ "سار بان" ۱۹۵۳ء میں، زما نه بلو شی کر اچی ۱۹۷۰ء ، صدائے بلو چ کراچی ۱۹۷۱ء، بهار گا ہ کر اچی ۱۹۸۸ء۔، تپتان کر اچی ۱۹۸۸ء، آساب ۱۹۹۲ء، اور زندمان ۱۹۹۳ء کا کردار انتهائی اهمیت کا حامل هے۔ الغرض گزشته چند دهائیوں میں بلو چی نثری ادب میں تخلیقات کا ایك وسیع اور گراں قدر سرما یه سامنے آیا هے۔

**سوال 4 کشمیری نثر کے آغاز و ارتقا پر نوٹ تحریر کریں۔**

**جواب۔**

**کشمیری زبان کا آغاز و ارتقاء:** کشمیری وہ زبان هے جسے وادیٔ کشمیر کے اکثر لوگ بولتے هیں۔ وادی کے لوگ اس کو "کاشر" اور اپنے وطن کو کشمیر کو "کشیر" کهتے هیں۔ وادی کے رهنے والے کو "کاشر" کهاجاتاهے۔ جولوگ وادی کے چاروں طرف پهاڑوں کے پار رهتے هیں ان کو "پاریوم" کهاجاتاهے یعنی پهاڑوں سے پرے رهنے والے۔

وادیٔ کشمیر کے علاوہ کشمیری زبان صوبه جموں کے ضلع ڈوده اور ضلع پونچھ کے کئی علاقوں خاص طور پر قصبات میں بولی جاتی هے۔ ریاست کے آزاد شده علاقوں میں بهی کشمیری زبان بولنے والے قصبات موجود هیں۔ چنانچه

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کیلئے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03345504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مظفر آباد، چکار، ھٹھیاں ، باغ، پلنگی، بھیڈی، وادیٔ نیلم ، کھوڑی ، مچھیارہ، سکردو اور گلگت میں بھی کشمیری زبان بولنے والے موجود ھیں۔ یہ کیفیت 1947ء سے پہلے کی ھے۔ وادیٔ کشمیر کے جولوگ 1947ء کے دوران اور اس کے بعد مهاجر ہوئے اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہوئے وہ بھی کشمیری بولتے ھیں۔ سب سے پہلی لکھی ہوئی کتاب جس میں کشمیری کے الفاظ آتے ھیں، پنڈت کلھن کی "راج ترنگنی" (راجاؤں کا دریا) ھے۔ یہ کتاب کشمیر کی تاریخ ھے جو سنسکرت می ںلکھی گئی تھی لیکن اس میں کلھن نے کشمیری کے چند الفاظ بھی لکھے ھیں۔

**ترقی یافتہ شکل:** محققین کے نزدیک کشمیری زبان پشاچہ زبان کی ترقی یافتہ شکل ھے۔ پشاچہ اس زبان کو کھتے ھیں جو دردستان یعنی گلگت اور اس کے آس پاس کے لوگوں کی زبان تھی اور جس کا آج کل کی بروشسکی اور شنا سے گھرا تعلق تھا۔ بعض ماھرین لسانیات کی یہ کوشش رھی کہ کشمیری زبان کو سنسکرت سے ماخوذ ثابت کیاجائے لیکن یہ بات پوری طرح درست نھیں ھے۔ یہ ٹھیک ھے کہ کشمیر پر آریائوں اور برھمنوں کا تسلط بھت دیر تک رھا اور اس دور میں سنسکرت کے الفاظ بھی کشمیری زبان میں رچ بس گئے لیکن اس سے کشمیری زبان کا سنسکرت سے ماخوذ ھونا ثابت نھیں ھوتا۔ بالکل اسی طرح جیسے ھندوستان کی پراکرت بھاشا میں فارسی اور عربی کے بے شمار الفاظ داخل ھوئے لیکن اس سے یہ نتیجہ کبھی نھیں نکالا گیا کہ یہ زبان عربی یا فارسی سے ماخوذ ھے۔ اسی طرح انگریز آئے اور ان کی زبان کے کئی الفاظ مقامی زبانوں میں داخل ھوئے لیکن اس سے انگریزی کو ان زبانوں کا ماخذ قرار نھیں دیاجاسکتا اور نہ یہ اس کی شاخیں کھلاسکتی ھیں۔ یھی حال کشمیری زبان کا ھے ۔ جب وادیٔ کشمیر ھزاروں سال قبل رکے رھوئے پانی سے خالی ھوئی یعنی دریائے جھلم کی گزرگاہ میں، پھاڑوں کے ٹکڑے گرنے سے جو رکاوٹ پیداھوئی تھی (جس کی وجہ سے ساری وادی ایک جھیل بن گئی تھی) کسی حکمت عملی سے دور ھوگئی تو وادی ایک جھیل کی بجائے سرسبز میدان کی صورت میں نمودار ھوگئی۔ پھر قریب کے دردستان کے لوگ آکر یھاں آباد ھوگئے ۔ دردستان کے لوگوں کی زبان میں ھی کشمیری کی جڑیں موجود ھیں۔ یہ تحقیق غیر جانبدار ماھرین کی ھے جس میں سرجارج گریئرسن بھی شامل ھیں۔ ایک کشمیری محقق ڈاکٹر محی الدین صوفی کے بقول کشمیری زبان کوڈھانچہ دردزبان نے مھیا کیا، سنسکرت نے گوشت پوست عطا کیا اور اسلام نے اسے روح بخشی۔ یہ الفاظ دیگر ابتدائی تشکیلی دور میں سنسکرت نے لفظی سطح پر تو کشمیری کو متاثر کیا مگر اس کا اصل ڈھانچہ دردزبان سے تعلق رکھتاھے۔

ریڈرز ڈائجسٹ دسمبر 1958ء میں "وہ قبیلہ جس نے ھمیں الفاظ دیئے" کے عنوان سے مسٹر ڈبلیو ایل وھائٹ کا ایک مضمون شائع ھوا تھا جو دراصل موصوف کے "سیچرڈے ریویو" میں شائع شدہ مضمون کا اختصار تھا۔ اس میں فاضل محقق نے کھاھے کہ جو الفاظ آج کل دنیا کے مختلف لوگ اپنی اپنی زبانوں میں ادا کرتے ھیں وہ دراصل ایک ھی ماخذ سے نکلے ھیں۔ انھوں نے لکھا ھے کہ اھرام مصر کی تعمیر سے قبل ایک ھی قبیلہ تھا جس کی ایک ھی زبان تھی اور یھی قبیلہ آھستہ آھستہ مختلف قبائل میں منقسم ھوکر پرانی اور پھر نئی دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل گیا۔ مسٹروھائٹ نے بڑی بڑی زبانوں کے الفاظ کا مقابلہ کرکے دکھایا ھے کہ ھر چیز کے لیے پھلے ایک ھی لفظ تھا جو مختلف ممالک میں مختلف لوگوں کے ھاتھوں مختلف صورتیں اختیار کرتا گیا۔ مثلاً اس آبائی قبیلے کا لفظ "براتر" انگریزی میں بردر (Brother) میں برادر اور سنسکرت میں بھراتر کھلایا۔ اسی طرح اس قبیلے کے لفظ "ڈھاتر" نے انگریزی میں ڈاٹر (Daughter)اور فارسی میں دختر کی صورت اختیار کرلی۔

اس سلسلے میں جو بات غور طلب ھے وہ یہ ھے کہ کشمیری زبان کے متعدد الفاظ سے اس قدیم زبان کی گھری مناسبت ھے۔ مسٹر وھائٹ نے اس مردہ زبان کے درجن بھر الفاظ اس مضمون میں شامل کئے ھیں جن میں سے چند کشمیری لفظوں سے ملتے جلتے ھیں مثلاً اس زبان میں کتے کو (Kun)"کون" لکھاگیاھے۔ کتے کو کشمیری میں "ھون" اور انگریزی میں ھاؤنڈ (Hound)کھاجاتاھے ۔ اس زبان میں گنبد کو (Dom)لکھاگیا ھے اور کشمیری میں گنبد کو ڈمٹ کھاجاتاھے۔ قدرتی برف کو اس زبان میں Snicawلکھاگیاھے جبکہ کشمیری زبان میں برف کو "شین" اور روسی زبان میں "شینگ" کھاجاتاھے ۔ سانپ کو کشمیری میں سرپھ کھاجاتاھے اور مسٹر وھائٹ کے مضمون کے مطابق اس مردہ زبان میں سانپ کو Serpکھاجاتاتھا۔ کشمیری میں گائے کو گاؤ کھاجاتاھے ۔ فارسی میں بھی یھی تلفظ ھے اور اس قدیم زبان میں اس کو Cwovلکھا گیا ھے۔ اس سے ثابت ھوتاھے کہ کشمیری بھت قدیم زبان ھے لیکن اس کا تحریری ادب سات آٹھ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

سوسال سے زیادہ پرانا نہیں ہے۔

**کشمیری زبان کا رسم الخط:** کشمیری زبان کا اپنا رسم الخط تھا بلکه اب تك موجود هے۔ جس كو شاردا "Sharda" كهاجاتاتها۔ شاردا نام كی ایك یونیورسٹی اسی نام كے ایك گائوں (شاردا۔ وادیٔ نیلم) ضلع مظفر آباد آزاد كشمیر میں ماضی بعید میں هوا كرتی تهی اس یونیورسٹی كے كهڈرات اب بهی موجود هیں۔ ظاهر هے كه اس رسم الخط كو اس یونیورسٹی كے ماهرین نے هی ایجاد كیاتها۔ یه دیوناگری (هندی) رسم الخط سے ملتاجلتاهے اور بائیں دائیں طرف لكهاجاتاهے۔

صاحبزاده سید حسن شاه (سابق رجسٹرار قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد) كی تحقیق كے مطابق محبوب العالم حضرت شیخ حمزه علیه الرحمة كے زمانے تك اسی رسم الخط میں كشمیر كے مسلمان كشمیری زبان لكهاكرتے تهے۔ اس دور كے مسلمانوں كی قبروں پر كتبے آج بهی اسی رسم الخط میں موجود هیں۔ اكبر بادشاه كے دور یعنی سولهویں صدی عیسوی میں فارسی رسم الخط بهی كشمیری لكهنے كے لئے استعمال هونے لگا اور آهسته آهسته "شاردا" رسم الخط كی جگه فارسی رسم الخط نے لے لی۔ اب ریاست كے مسلمان كشمیری زبان كے لیے فارسی نستعلیق رسم الخط استعمال كرتے هیں اور اس میں "وه" اور ح، ڈ، ڑ، چھ، كھ وغیره كا اضافه كردیاگیا هے۔

**لفظی محركات:** جس فارسی اور اردو حرف "ژ" (زائے فارسی) كو كشمیری میں استعمال كیاجاتاهے اس كی آواز وه نهیں رهتی جو اردو اور فارسی میں هوتی هے۔ اردو اور فارسی میں اسے مژده، مژگان اور مژه میں استعمال كیاجاتاهے لیكن كشمیری میں اس كی آواز اردو كے "چ" سے ملتی جلتی هے تاهم مكمل نهیں ۔ البته كشمیری میں "ژ" ان جگهوں پر بهی آتی هے جهاں اردو میں "چ" آتی هے۔ مثلاً چڑیا كو كشمیری میں "ژر" كهاجاتاهے ۔ یهاں "چ" "ژ" میں تبدیل هوگئی اور "ڑ" "ر" میں بدل گئی۔ اسی طرح "چور" كو "ژور" كهاجاتاهے اور چولهے كو "ژول" علیٰ هذا القیاس۔ اسی حرف "ژ" كے ساتھ جب دو آنكھوں والی ھ لگائی جاتی هے تو ژھ بنتی هے جو "چھ" سے ملتی جلتی هے۔ "ژهاے" سایه كو كهاجاتاهے ۔ "ژهل" چكر كو كهاجاتاهے ۔ گویا جس طرح پاكستان كی دوسری زبانوں میں اردو رسم الخط كو هر صوبے یا علاقے كی زبان كے لیے بعض ترامیم كے ساتھ استعمال كیاجاتاهے اسی طرح كشمیری میں بهی كیاجارهاهے ۔ اس سلسلے میں یه یاد ركهنا ضروری هے كه جهاں "ژ" كی مخصوص آواز (حروف صحیح میں سے ) صرف كشمیری زبان میں مستعمل هے وهاں كشمیری زبان میں علت (Vowels)كی آوازیں كافی زیاده هیں۔ ان آواروں كو اردو كے حروف علت اور اعراب كی علامت سے پهچانا اور بیان كیاجاتاهے ۔ "علت كی بعض آوازوں " كے لیے اهل كشمیر نے نئی علامات بهی گهڑی هیں۔ لغت كے مطابق حروف علت كی آوازیں وه هیں جن كو ادا كرتے وقت گلے یا منه سے بغیر كسی ركاوٹ كے گزرنے دیاجائے۔ انگریزی میں یه كام ۔ اے ، ای ۔ آئی ۔ او۔ یو سے لیاجاتاهے ۔ اس كے برعكس حروف صحیح Consonant وه هیں جن كو ادا كرنے كے لیے گلے، هونٹوں ، تالو یا زبان سے ركاوٹ ڈالی جائے۔ اس سلسلے میں یه بات بهی اهم هے كه اسم معرفه Proper Nouns پر بهی كشمیری شبان كے اعراب اثرانداز هوتے هیں ۔ لفظ "پاكستان" كو لیجئے اس میں "پ" كے بعد جو "الف" هے كشمیری اس كو "آ" پڑهے گا۔ اسی طرح ٹهیٹھ كشمیری میں كابل كو "كوبل" كهتے هیں۔ حیرت كو "حارت" كهتے هیں ۔ غالب كو غألب" لكهتے هیں۔ اور پهول كو "فول" بولیں گے اور یه وه حروف علت میں جن كیطرز ادا كو اهل زبان سے هی سیكها جاسكتاهے ۔

**كشمیری زبان كے حروف تهجی:** كشمیری زبان كے حروف تهجی یه هیں:

ا، ب، بھ، پ، پھ، ت، تھ، ٹ، ٹھ ، ث، ج، جھ، چ، چھ، ح، خ، د، ڈ، ڈھ، ذ، ر،ڑ، ڑھ، ژ، ژھ ، س ، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ك، كھ، گ، گھ، ل، م، ن ، ں، و، وه، ه، ه، ی، ے۔ ان میں سے الف اور همزه (ء) پهلے هی اعراب كا كام دیتے هیں۔ یعنی حروف علت هیں۔ وائو بهی اس میں شامل كیاجاسكتاهے۔ ان تمام حروف كی كشمیری میں وهی آواز هے جو اردو میں هے سوائے ژ كے جس كا ذكر پهلے هوچكاهے۔ اس كے علاوه كشمیری زبان میں علت كی علامات كم از كم سوله

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03345504551

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئی ڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

هیں

**سوال 5 کشمیری شاعری کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا جاتا ھے۔ ہر دور کی خصوصیات و موضوعات بیان کریں۔**

**جواب۔**

**کشمیری زبان اور شاعری کے ارتقائی مراحل:**

**کشمیری ادب کا پہلا دور:**

بطور عارفہ کے مشہور ھے مسلمان اسے لل دیدی کے نام اور غیر مسلم للی امیوری کے لقب سے پُکارتے ھیں۔ للی کا اصل نام پرماوتی تھا۔ پامپور کیرھنے والی تھی جو کشمیر میں زعفران پیدا کرنے والا علاقہ ھے ۔ للی شادی شدہ تھی ۔ بد قسمتی سے اس کی ساس بڑی ظالم تھی۔ جب وہ گھر کے افراد کو کھانا دینے لگتی اس کی ساس للی کے برتن میں ایك گول ساپتھر رکھ کراوپر تھوڑے سے چاول بکھیر دیتی تاکہ یہ تاثر قائم کر سکے کہ للی کا برتن بھی چاولوں سے بھرا پڑا ھے للی اس قدر صابرہ تھی کہ اس نے اس ظلم کے خلاف احتجاج کرنا تودرکنار اُف تك نھکی۔ اور مسلسل بارہ سال تك وہ اسی تھوڑی سی خوراك پر گزر بس کرتی رھی اور کھانا ختم ھونے پر وہ پتھر واپس اسی برتن میں رکھ دیتی رھی۔ اتفاق سے ایك روز خاوند کواس کے ساتھ اپنی ماں کے اس عجیب اور گھٹیا سلوك کا پتھچل گیا نتیجے کے طور پر گھر میں ایك ھنگامہ برپا ھوگیا اور للی پھتے پُرانے کپڑوں میں ملبوس گھر سے نکل کھڑی ھوئی اور تارك الدنیا ھوگئی۔ اب وہ گاؤں گاؤں گھومنے اور اللّٰہ جل شانہ کی حمد وثنا کرنے لگی کچھ عرصہ بعد اس کی ملا قاتحضرت شاہ ھمدان سے ھوگئی (جنھوں نے پھلے پھل اسلام کی تبلیغ واشاعت کی) اور مبینہ طور پر ان کے ھاتھ پر قبولِ اسلام سے مشرف ھوئی۔ عمر رسیدہ ھو کر عالم بقا کو سدھار گئی اور وھیں بج بھار گاؤں میںمدفون ھوئی۔ یہ واضح رھے کہ اسے جلایا نھیں گیا۔للی کے کلام میں متروك الفاظ کی کثرت ھے اور اس کا سبب ظاھر ھے کہ یہ کلام چھ صدیاں قبل ك اھے اور یہ کوئی اسی سے مخصوص نھیں ھے کیونکہ طول زمانہ ھر زبان پر اثر انداز ھوت اھے۔ چنانچہ چھ برس بیشتر برصغیر پاك و ھند کی علاقائی زبانوں میں کھی گئی منظومات کے الفاظ اور آج کے متعملہ الفاظ میں کافی فرق ھے یعنی مذکورہ منظومات میں بھی غیر مانوس اور متروك الفاظ بکثرت ملیں گے۔

**کشمیری ادب کا دوسرا دور:** سوماپنڈٹ نے کشمیر کے عظیم حکمران زین العابدین کے سوانح حیات کشمیری زبان میں لکھی ۔ ایك اور پنڈت بودہ بٹ نے کشمیری ھی میں اسی بادشاہ کے دورِ حکومت کے ایك واقعے کو ڈرامے کی صورت میں پیش کیا ۔ ان کے علاوہ اس دور کے نامور شعراء حسب ذیل ھیں۔حبہ خاتون ، خواجہ حبیب اللّٰہ نوشری ، روپا بھوانی، صاحب کول ، ارمانی مال ، ملّا قیصر اور عبداللّٰہ بیقی شامل ھیں۔

**حبہ خاتون:**

اس دور کے پنڈت شاعروں نے کشمیری بحور کو اپنایا جبکہ ملکہ حبہ نے فارسی عروض کو کشمیر میں متعارف کرایا اور اسی بناء پر وہ جدید کشمیری کی بانی قرار پاتی ھے ۔ اس نے اپنی عشقیہ غزلوں میں جو زبان استعمال کی وہ سادہ رواں ھے اور سنسکرت ، عربی اور فارسی کے بوجھل اور بھاری بھرکم الفاظ سے پاك اسے صحیح معنوں میں کشمیری میں جدید شاعری اور غزلوں کی موسس مانا گیا ھے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

وہ 1551/958 میں اس سے کوئی دس سال قبل قصہ چندن ھار میں پیدا ھوئیں اور 1606/1015 کے لگ بھگ عالمِ جاودانی کو سدھاری۔ اس کا نام زون (چاند) تھا س کی شاد ایك گنوار عزیز لون سے ھوئی تھی اس کی قادر الکلامی کا یہ عالم تھا کہ وہ باھمی گفتگو کے دوران بھی شعر کھہ لیتی ۔ پھر یہ کہ موقع بہ موقع اپنے ھیاشعار گایا کرتی۔ اس کے قدامت پرست شوھر اور سسرال والوں کو اس کی یہ بات ناگوار گزرتی تھی ۔ اتفاق سے ایك روز اس کے ھاتھوں سے پانی کا گھڑا گر کر ٹوٹ گیا بس پھر کیا تھا سسرال والوں کا پارا آسمان پر چڑھ گیا ۔ اسے حکم دیا گیا کہ وہ اپنے میکے سے نیا گھڑا لے کر آئے۔ اس پر اس نے ایك پُر درد نظم لکھی جس میں اس نے اپنے والدین کو مخاطب کیا تھا اور جب وہ کھیت میں کام کرنے کے لیے گئی تو یھی نظم اس نے بڑی سوزلے میں گائی ۔ اس وقت کا بادشاہ یوسف شاہ اتفاق سے اس لمحے ادھر سے گزررھا تھا ۔ اس نے جو ایك دیھاتی لڑکی کو اس تاثیر بھری آواز میں گاتے سُنا تو وہ اس کی طرف کھنچا چلا گیا اورایك دن ایسا آیا کہ اس نے دیگر نوجوان اور بااختیار بادشاھوں کی طرح اپنے اختیارات کا مظاھرہ کرتے ھوئے زون کو عزیز سے طلاق دلوادی اور اسے اپنی ملکہ بنا لیا ۔ اب زون نے حبہ خاتون کا تخلص اپنا کر صحیح معنوں میں کمال سنجیدگی کے ساتھ شعر گوئی شروع کر دی۔حبہ خاتون کا بھت سا کلا م دست بردزمانہ کی نذر ھوچکا ھے تاھم اس کی چند ایك غزلیات ھنوز دستیاب ھیں جب تك اس کا خاوند یوسف شاہ کشمیر کا بادشاہ تھا حبہ کی زندگی بڑے ناز ونعمت سے بسر ھوئی لیکن جب یوسف شاہ کشمیرکو مغلوں کے ھاتھوں تخت سے دستبردارھونا پڑا تو حبہ کا شاھی وقار بھی جاتا رھا جس کے نتیجے میں اس نے دینوی زندگی میں دلچسپی لینا ھی چھوڑ دی۔ ان کی شاعری کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ھے۔

1: جب وہ بطورِ زون عزیز لون کی بیوی تھی اور ظالم سسرال والوں کے مظالم سھہ رھی تھی اس دورکی شاعری میں مشرق ان تمام بھو بیٹیوں کے زخمی افکار کی صدائے بازگشت سنائی جاتی ھیں۔ جنھوں نے سسرال والوں بالخصوص ساس کے ظلم وستم کا شکار بننا پڑا۔

ایك جگہ یوں اظھارِ شکایت کرتی ھے:۔

**ترجمہ:**

سسرال والے مجھ سے اچھا سلوك روا نھیں رکھ رھے میرے میکے والو خُدا را میرے لئے کوئی چارہ سوچو۔ میرے دوگھڑے ٹکرا گئے جس کے سبب ایك گھڑٹوٹ گیا۔ میں نے اس گھڑے کے ٹکڑوں کو سمیٹنے کی کوشش کی جس سے ایك ٹکڑا میرے ننگے پاؤں میں چبھ گیا اور میں درد سے بلبلا اُٹھی ، میکے والو خُدارا مجھے اس درد سے نجات دلاؤ۔

2: اس کا دوسرا دور شاعری مسرت شادمانی ، عیش کوشی اور نازونعمت کا دور ھے جس کی جھلك ان اشعار میں نظر آتی ھے۔

**ترجمہ:**

میں زمین ھوں اور تم آسمان ھو۔ میں لذیذ اور پُر تکلف کھانے کی پلیٹ ھوں اور تم اس کے سر پوش تم میرے غنچہ ھائے انار سے لطف اندوز ھوتے رھو۔

3: تیسرا دور بادشاہ سے دوری کا ھے اس دور کے کلا م کا نمونہ ملا حظہ ھو:

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائمنٹس کے لیے کال کریں

علامہ اقبال اسٹ 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

**ترجمہ:**

میں اپنے دل کے مکان میں ترے آرام کا سامان کروں گی اے میری جانِ بہار مجھے اپنے وصل سے شاد کام کر۔ میرے محبوب آکہ ہم پھلے کی طرح چنبیلی کے پھول چننے میں مصروف ہوجائیں۔ جو کوئی بھی مرگیا وہ پھر کہاں واپس آیا ؟ میں زندہ ہوں اور اس اُمید پر زندہ ہوں کہ تو ضرور واپس آئے گا ۔ اودیوانے آبھی جا۔

وہ ایک عظیم موسیقار بھی تھی۔ کشمیری موسیقی کے بعض مقام اسی کے ایجاد کردہ ہیں وہ آج بھی کشمیری نغموں کی ملکہ اور کشمیری شاعری کی بُلبل ہزار داستان مانی جاتی ہے۔

**کشمیری ادب کا تیسرا دور:**

**محمود گامی:**

اس کی تاریخ معلوم نہیں بہرحال اتنا واضح ہے کہ وہ بارھویں /اٹھارھویں صدی کے وسط میں پیدا ہوئیں اور 1855/1272 میں عالم جاودانی کو سدھارا۔ اس نے کشمیر میں پٹھانوں کی حکومت کا دور دیکھا ہے۔ اس کے بعد سکھوں کا عہد بھی اس کی زندگی میں آیا اور گزر گیا اور جب اس نے وفات پائی ہے تو دوگرہ استداد کو کشمیر میں اپنے پنجے گاڑے ، نو برس ہو چکے تھے یہ دور یہاں کی تاریخ کا ذلیل ترین دور اور بدترین دور ہے۔ یہ دیکھ کع بڑا تعجب ہوتا ہے کہ ان حالات میں رہتے ہوئے بھی محمود نے کشمیر کی سیاسی غلامی کے بارے میں ایک شعر نہیں کہا۔ اس کا گھریلو ماحول مذہبی تھا جس کی بناء پروہ عربی ، فارسی اور اپنی مادری زبان میں خاصا تجربہ رکھتا تھا۔ اس کی جو فارسی غزلیات دستیاب ہیں ان کا ونگ سعدی شیرازی اور حافظ شیرازی کی غزلیات کی طرز سے مشابہ ہے جیسا کہ قصہ ہارون رشید وغیرہ کوکشمیری میں ڈھالا ہے ان سے ھٹ کر فخرِ موجوداتﷺ کے معراج اور وصال سے متعلق بھی اسکی دو تصانیف معراج نامہ اور وفات نامہ ہیں۔محمود کو کشمیری زبان پر بڑی دسترس حاصل ہے اس کے الفاظ کا چناؤ لاجواب ہے اور اسی خوبی کی بدولت وہ آج بھی وادی کے گوشے گوشے میں معروف ومشھور ہے۔محمود گامی کے ایك ہم عصر شاعر ولی اللہ متونے ذیل کے دو اشعار میں اسے اخراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

**ترجمہ:** کشمیریوں میں خاص طورپر اس دور میں ایك نامور شاعر محمود گامی پیدا ہوا ہے جب میں اس سے ملنے اس کے گھر شاہ آباد گیا تو اس نے میری مسرت و شادمانی کا بڑا سامان کیا۔کشمیریوں میں وہ ایك اُستاد شاعر تھا۔یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ محمود نے اُردو میں بھی طبع آزمائی کی کوشش کی تھی ۔اس کی درج ذیل غزل جن الفاظ کی بدولت اُردو غزل کھلاتی ہے وہ گنتی کے چار پانچ لفظ میرا یار اچھا ہے اکھیاں سے دیکھو جس میں باقی پوری غزل فارسی میں ہے ۔ واضح رہے کہ یہ غزل تقریباً دوسوسال قبل لکھی گئی تھی۔

**کشمیری ادب کا چوتھا دور:**

قرن حاضر کا `ربع` اول گزار تھا کہ کشمیریوں نے ہر طرح کی کاھلی ، بے ھمتی اور خوابِ غفلت سے نجات پا کر بیداری سے ناتا جوڑنا شروع کیا۔ چنانچہ 1924ء میں غلام حسن شاہ زیرك نے جو بنیادی طور پر عرضی نویس تھا سری نگر کی عدالتوں پر بھی ھلہ بولا۔ زیرك کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ لیکن حکومت کو مجبوراًذمان کی قیمت کم کر کے اسے اصل سطح پر لانا پڑا۔ تو مظلوم و محکوم کشمیریوں کی یہ پھلی فتح تھی ۔ جب زیرك کو حکومت کے مذکورہ فیصلے کا پتہ چلا تو اس نے جیل میں یہ مشھور شعر کھا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

**ترجمہ:**

جب زیرك اپنی زیرکی کے سبب جیل میں پهنچ گیا تو دهان کا نرخ اپنی اصلی سطح پر آیا۔

**مهجور کشمیری1888 - 1952:**

وہ چند کشمیری مزدوروں کے همراہ برطانوی هند آیا جهاں اس نے علامه شبلی نعمانی سے ملاقات کی۔ مهجور نے اُردو اور فارسی میں طبع آزمائی کی کوشش کی لیکن اس میں اسے کامیابی نه هوسکی۔ آخر اس نے مهجور کا تخلص اختیار کر کے اپنی مادری زبان میں شعر گوئی شروع کردی۔ اس کا اصل نام پیرزادہ غلام احمد هے وہ کشمیر کے محکمه مال میں بطور پٹواری کے ملازم تها۔مهجور نے حب الوطنی کے جذبے کے حامل بهت سی نظمیں لکهی هیں اور ایسے هی کئی ترانے اس سے یاد گار هیں۔ اس نے کشمیریوں کو ان کے شاندار ماضی کی یاد دلائی اور انهیں اس بات پر آمادہ کیا که وہ حُب الوطنی کے جذبے سے سرشار هو کر میدان میں نکل آئیں تاکه ان کا مستقبل عظیم الشان هو۔

**دوسری نظم:**

ولوها با چوانو ، نو بهارك شان پیدا کر
پهولن گل گتھ کرن بلبل تمه سامان پیدا کر

اس نے 1928ء میں اس وقت کی جب کشمیر کے قومی رهنماؤں کی قید سے رهائی عمل میں آئی۔

**عبدالاحد آزاد (1920 - 1948):۔**

کشمیر کے معروف سیاسی رهنماپنڈت پریم ناتھ بزاس نے اسے شاعر 'انسانیت'کها اور اسی نام (شاعرانسانیت) سے ایك کتاب لکهی هے جس میں آزاد کی شاعری کا تنقیدی مطالعه پیش کیا هے۔ آزاد نے اپنی زندگی هی میں اپنا کلام "سنگرماله" (پهاڑکی چوٹیاں) کے عنوان سے چهوٹے چهوٹے رسالوں کی صورت میں شائع کای تها جسے اب کشمیر اکادمی سری نگر نے دیوان آزاد کے نام سے یکجا کر دیا هے۔ آزاد بلاشبه ایك انقلابی اور انسان دوست هونے کے ساتھ ساتھ اسلام کا سچا پیروکار تها۔ اس کی نظم "دریاؤ" (دریا) کشمیری ادب کا ایك فکر پرور خیال انگریز اور معنی خیز شه پارہ اس نظم میں آزاد نے استعارہ کا انداز اپناتے هوئے کش مکش حیات کو کوہ هائے کشمیر میں دریائے جهلم کی کش مکش کا مشاهر قرار دیا هے جوآخرکار سلسله هائے همالیه میں اپنا راسته بناتا هوا پنجاب کے میدانوں کی طرف جانکلتا هے ۔ نظم کے ٹیپ کے مصرع کا ترجمه یه هے:۔

**ترجمه:** میں مسافر هوں اور مسافتوں هی میں لذت و مسرت حیات پاتا هوں ، غلامی سے متعلق اس کی نظم انقلابی افکار کا شاهکار هے ملاحظه هو۔

**ترجمه:** غلامی دل کے ولوے مٹاڈالی هے غلامی ذهن کو شعور آگهی سے محروم کر دیتی هے جو لوگ دوسروں کے پاؤں میں بیٹهے والے هوتے هیں غلامی انهیں تمهارے سر پر بٹها دیتی هے۔

**پتهر ناتھ درخانی:** کشمیر کا انقلابی شاعر هے جو آزادی کے رنگ میں نظمیں کهتا هے اس نے آزاد کا جو مرثیه لکها هے اسے شاهکار کی حیثیت حاصل هے اس کا مجموعه کلام "پوشیه ڈالیه" (تحفه گل کے نام سے چهپ چکا هے) کشمیر کے بعض خوانچه فروش جهیل سے سنگهاڑے نکال کر انهیں پکاتے اور صدائیں لگا لگا کر گلیوں ، بازاروں میں فروخت کرتے هیں مردوں کے علاوہ عورتیں بهی اس پیشه سے منسلك هیں یه لوگ قریه قریه گاؤں گاؤں گهومتے اور مذکورہ انداز میں سنگهاڑے بیچتے هیں۔ دوسریممالك کے خوانچه فروشوں کی مانند کشمیری خوانچه فروش بهی اپنی اشیاء

کاشف رحمٰن 03455004551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

صدائیں لگا کر اور گا گا کر یا شعر پڑھ پڑھ کر فروخت کرتے ھیں۔دراصل یہ نظم صرف سنگھاڑا فروش ھی کی بدحالی کی تصویر نہیں ھے بلکہ ایک اوسط درجے کے کشمیری کی بھی پست حالی کی عکاسی کرتی ھے جو اس سے قبل ایک صدی سے زیادہ عرصے تک غلامی کے جوئے میں جکڑ رھا ھے اور اب گزشتہ 33 برس سے بے چارگی و بے بسی اور زبوں حالی کی منہ بولتی تصویر بنا ھوا ھے۔

آپ تھوڑے سے سنگھاڑے خریدیں گے

مذکورہ شعراء کے علاوہ چند اور شاعر اور ادیب بھی قابلِ ذکر ھیں مثلاً

**ستارگجری عامی:** ایک سرفروش اور مزدور تھا میں نے غریبوں اور مفلسوں کے حق میں لکھا۔

**غلام حسن بیگ عارف:** اچھا خاصا تعلیم یافتہ شاعر ھے جس نے مزاحیہ نظموں کے علاوہ کچھ وطن پرستانہ منظومات میں لکھی ھیں۔

**دینا ناتھ نادم:** اس نے کنکشن پوش (گل زعفران) نامی ایک سالہ کشمیری میں جاری کیا اور ھیمل کی داستان کوکشمیری میں منظوم کیا۔

**عبدالرحمان راھی:** شاعر اور نوروزوسیا منہ ون ساز اور سبھک سود کا مصنف ھے ۔

**عبدالستار نجور کشمیری:** کشمیری کی کمیونسٹ پارٹی کا ایک رھنما اس کا مجموعۂ کلام (جو فنی خامیوں سے پُر ھے) " نانگ انقلاب " اُردو اور کشمیری کے نام سے سری نگر سے شائع ھو چکا ھے۔

**غلام رسول نرکی:** نیمرود نامہ کا مصنف ھے۔

**اوتارکشن رھبر:** تاریخ ادب کشمیر کے علاوہ اس نے افسانے بھی لکھے ھیں جن کا مجموعہ نمتروتبروک کے نام سے چھپ چکا ھے۔

**غلام نبی خیال:** بڑی محنت سے سری نگر سے ایک کشمیری ھفتہ وار "وطن" نکالا جو تین سال کے بعد ٹھپ ھو کے رہ گیا خیال ایک اچھا شاعر بھی ھے اس نے عمر خیامکی رباعیات کو کشمیری میں ڈھالا ھے ۔ ھر چند یہ منظوم ترجمہ استادانہ ھے تاھم اس مٰں رباعی کے مخصوص وزن لاحول ولا قوۃ اِلا باللّٰہ ۔۔ کا خیال نہیں رکھا گیا۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔